Research Journal Tahqeed تحقید تحقیقی مجلہ
eISSN:2789-6331
pISSN:2789-4169
Published: 30-06-2026

Volume 07, Issue 01 جلد 07، شمارہ 01

"انتظار حسین اور اُن کے افسانے" تعارف و تجزیہ

۱۔ شیبا ذوالفقار
پی ایچ ڈی اسکالر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
۲۔ ڈاکٹر سعید احمد
ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Sheeba Zulfiqar
PhD Scholar, Government College University Faisalabad
Dr. Saeed Ahmed
Associate Professor, Government College University Faisalabad

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

Copyright: © 2026 by the authors. This is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) license

Abstract: This article examines the compiled volume Intizar Husain aur Un ke Afsane (1986), edited by Professor Gopi Chand Narang and published by Educational Book House, Aligarh, in collaboration with Madhya Pradesh Urdu Academy, Bhopal. The volume is divided into three sections: critical essays, Intizar Husain's own writings on his craft, and a selection of fourteen short stories representing different phases of his literary career.

The critical section includes essays by Muhammad Salim ur Rahman, Siraj Munir, Gopi Chand Narang, and Shamim Hanafi, each approaching Intizar Husain's fiction from distinct methodological perspectives. Salim ur Rahman explores the existential anxiety in his early fiction, while Siraj Munir examines the motif of night and dream. Narang's central essay periodizes Intizar Husain's fictional output into three phases, tracing his engagement with memory, mythology, and socio-political disintegration. Shamim Hanafi analyzes the symbolic and civilizational dimensions of his narratives.

The second section, comprising Intizar Husain's own reflective essays, provides rare insight into his creative philosophy, particularly his use of myth, legend, and oral tradition as both artistic and civilizational necessities. The article concludes that despite certain limitations — notably the absence of major critics such as Muhammad Hasan Askari and Waris Alavi — the volume remains a foundational and multi-perspectival reference for researchers of Urdu fiction.

Keywords: Intizar Husain, Urdu short fiction, Gopi Chand Narang, literary criticism, myth and memory, partition literature, existential

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید
eISSN:2789-6331
pISSN:2789-4169
Published: 30-06-2026

Volume 07, Issue 01 جلد07، شمارہ 01

	fiction, Urdu narrative tradition, compiled volumes, Pakistani literature

اُردو افسانے کی تنقیدی تاریخ میں انتظار حسین کی شخصیت اور فن کے مطالعے کے لیے جو کتابیں مرتب کی گئی ہیں، ان میں پروفیسر گوپی چند نارنگ کی ترتیب کردہ "انتظار حسین اور ان کے افسانے" ایک نمایاں اور قابلِ قدر مقام رکھتی ہے۔ یہ مجموعہ ۱۹۸۶ء میں ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ سے شائع ہوا اور مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، بھوپال کے تعاون سے منظرِ عام پر آیا۔

کتاب کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے کا عنوان محض "تنقید" نہیں بلکہ اس میں مختلف نقادوں کے وہ مضامین شامل ہیں جو انتظار حسین کے افسانوی فن کو مختلف زاویوں سے دیکھتے اور جانچتے ہیں۔ پہلا مضمون محمد سلیم الرحمٰن کا ”فنا کا افسانہ“ ہے۔ دوسرا مضمون سراج منیر کا ”جاگتا ہوں کہ خواب کرتا ہوں“ ہے جو انتظار حسین کے افسانوی ادب کا ایک جائزہ پیش کرتا ہے۔ تیسرا اور سب سے اہم مضمون خود مرتب گوپی چند نارنگ کا ”انتظار حسین چوتھے کھونٹ میں“ ہے، جس میں ”کشتی“ اور ”شہر افسوس“ جیسے ناول اور افسانوں کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ چوتھا مضمون شمیم حنفی کا ”جاتری“ ہے۔

دوسرے حصّے کا عنوان "میں اور میرا فن" ہے جس میں انتظار حسین کے اپنے تین اہم مضامین شامل ہیں: ”اپنے کرداروں کے بارے میں“، ”افسانہ میں چوتھا کھونٹ“ اور ”ڈیڑھ بات اپنے افسانے پر“۔ یہ مضامین انتظار حسین کے اپنے تخلیقی نقطۂ نظر، فکری سرچشموں اور افسانوی تصورات کو سمجھنے میں بے حد قیمتی ہیں۔ تیسرے حصے میں ”اُن کے افسانے“ کے تحت انتظار حسین کے چودہ افسانے شامل کیے گئے ہیں جو ان کے مختلف ادوار کی نمائندگی کرتے ہیں۔

پروفیسر گوپی چند نارنگ نے پیشِ لفظ میں انتظار حسین کو اُردو کے اہم ترین افسانہ نگاروں میں شمار کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کے افسانوں نے اُردو ادب اور اُردو افسانے کو نئے فنی اور معنیاتی امکانات سے آشنا کرایا ہے۔ انتظار حسین کے

افسانوں کے ذریعے اُردو افسانہ قدیم حکایت، مذہبی روایت، قدیم داستان اور دیومالا سے ملا، اور افسانے کا ایک نیا اسلوب وجود میں آیا۔ گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

" انتظار حسین نے باصرہ کے ساتھ سامعہ کو پھر سے بیدار کیا ہے اور کہانی کی روایت میں سننے اور سنائے جانے والی صنف کے لطف کا از سرِ نو اضافہ کیا ہے۔ یہ صرف داستان کے اسلوب ہی کی تجدید نہیں بلکہ کتھا کی ہزاروں سال پرانی روایت کی تجدید بھی ہے۔ انتظار حسین کی بیشتر کہانیوں میں کتھا کا لطف ہے اور اس لحاظ سے وہ اس دور کے قابلِ توجہ کتھاکار ہیں۔ "(۱)

نارنگ کے بقول حیرت اور تجسس انتظار حسین کے یہاں ایک ایسے داخلی نفسا کی تشکیل کرتی ہے جو کسی بھی جگہ رکنے کی بجائے آگے بڑھتی رہتی ہے۔

کتاب میں شامل تنقیدی مضامین میں محمد سلیم الرحمٰن کا مضمون "فنا کا افسانہ" انتظار حسین کی ابتدائی افسانہ نگاری پر روشنی ڈالتا ہے۔ سلیم الرحمٰن نے انتظار حسین کے پہلے مجموعے "آخری آدمی" کو ایک نئے تجربے کا آغاز قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق انتظار حسین کے افسانوں کی خاص بات یہ ہے کہ ان میں ایک قسم کی زیرِ زمیں تشویش ہے، ایک ایسا احساس جو قاری کو مسلسل بے آرام رکھتا ہے۔ ابتدائی مجموعے کے افسانوں میں موضوعات ایک دوسرے سے مختلف تھے مگر مجموعی طور پر ایک کیفیت کی تشکیل ہوتی تھی۔ وہ لکھتے ہیں:

"ان کے افسانوں میں کردار اپنے نام بھی کھو چکے ہیں، ایک جہنم جہاں نفسا نفسی کا عالم ہے، جہاں ہر شخص جان کی امان مانگتا ہے اور بھاگتا ہے۔ ہر شخص ایک ایسے دور میں گرفتار ہے جس کا کوئی درماں نہیں۔ پوری فضا میں یاس ہے، بے اعتمادی اور بے سمتی کا دور دورہ ہے توازن کا سارا احساس، زمان و مکاں کا سارا احساس ریزہ ریزہ ہے۔

اب تو جینے کی ہلکی سی خواہش بھی نہیں، جینے کا جبلی رجحان بھی نہیں، اور آخر میں ایسا
لگتاہے کہ فضامیں تمسخر کے سوا کچھ بھی نہیں۔"(۲)

سلیم الرحمٰن نے یہ بھی نشان دہی کی کہ انتظار حسین سامنے موجود حقیقت کی نمائشی تصویر کشی پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ وہ حقیقت کے باطن میں اترتے ہیں اور وہاں سے ایک نئی معنیاتی دنیا تعمیر کرتے ہیں۔

سراج منیر نے اپنے مضمون میں انتظار حسین کی افسانہ نگاری کو تاریخ کے ایک مخصوص لمحے اور شعور کی ایک خاص سطح سے جوڑا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ انتظار حسین کا افسانہ ایک ایسا میدان ہے جہاں خواب اور بیداری ایک دوسرے میں ضم ہو جاتی ہیں۔ رات ان کے ہاں پُراسرار ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے سراج منیر لکھتے ہیں:

"رات انتظار حسین کے ہاں ایک بہت اہم موٹیف ہے اور ان کے ہاں کہانی نے جنم ہی رات کو لیا۔ 'انجن ہاری کی گھریا' سے لے کر الف لیلہ کے دیباچے تک اور اس کے بعد بھی انتظار حسین کے لیے رات ایک پورا طریقہ حیات ہے جس کی بنا خارج کی دہشت کے عالم میں تخیل کی بنیاد پر زندہ رہنے کی کوشش پر ہے۔ سو ہر وہ جگہ جہاں خارج کا خوف مساط ہے بے تحفظی کا گہرا احساس ہے اور ہُو کے عالم میں نامعلوم کی دہشت اعصاب میں تناؤ پیدا کرتی ہے۔"(۳)

سراج منیر نے جیمز جوائس کے حوالے سے یہ کہا ہے کہ بعض بڑے فنکاروں نے اپنی تخلیقی دنیا میں ذات کی گہرائیوں سے آنے والی ایسی روشنی پیدا کی ہے جو دوسروں کی تاریکیوں کو چیرتی ہے۔ انتظار حسین کے اُردو افسانے کو وہ اسی روایت کا حصّہ سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق انتظار حسین کا افسانوی ادب درد اور پریشانی سے بھرا ہوا ہے، لیکن یہی درد ان کے فن کی قوت ہے کیونکہ یہ انسان کو کسی سائنسی دنیا میں جینے کی اجازت نہیں دیتا۔

گوپی چند نارنگ کا مضمون "انتظار حسین چوتھے کھونٹ میں" اس کتاب میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ کتاب کا سب سے اہم اور مفصل مضمون ہے۔ نارنگ نے انتظار حسین کے فن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے نزدیک انتظار حسین کی افسانہ نگاری تین ادوار میں تقسیم ہوتی ہے: پہلے دور میں جو "گلی کوچے "اور "کنکری" کے افسانے ہیں، ان میں ماضی کی یادوں اور مشرقی تہذیب کے احساسات غالب ہیں۔ دوسرے دور کے افسانوں میں جو سماجی نوعیت کا concernاور human existential فارم ان کا بنیادی concern ہے۔ تیسرے دور کے افسانوں جو "شہر افسوس" کے افسانے ہیں میں یہ رجحان زیادہ تر سیاسی، سماجی فضا اور اقدار کی شکست وریخت سے وابستہ ہوتا ہے۔

نارنگ کے مطابق انتظار حسین کے فن کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے افسانے کو صنف میں ایک نئی فلسفیانہ اور mystical quest سے آشنا کرایا ہے۔ وہ اپنی داستانی اور اساطیری روایات سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ مختلف اسلامی صوفیانہ روایات سے بھی اثرات قبول کرتے ہیں۔ نارنگ نے انتظار حسین کی کہانیوں میں خواب کے موضوع کو بھی خاص توجہ دی ہے۔ ان کے بقول انتظار حسین کے لیے خواب ذات کے ظہور کا لمحہ ہے اور اسی لیے ان کی کہانیوں کا ایک اہم موٹیف خواب ہے جو باطن اور خارجی کائنات کے درمیان رابطے کا ایک ذریعہ ہے۔

شمیم حنفی نے اپنے مضمون "جاتری" میں انتظار حسین کی کہانیوں میں علامت اور تہذیبی حوالوں کا خاص تجزیہ کیا ہے۔ ان کے مطابق انتظار حسین کی کہانیوں میں صرف ایک جغرافیائی مقام نہیں بلکہ ایک تہذیبی استعارہ ہے۔ شمیم حنفی نے یہ بھی کہا کہ انتظار حسین کی کہانیوں میں ماضی محض یاد نہیں بلکہ وہ ایک زندہ حقیقت کے طور پر موجود رہتا ہے اور آدمی اس کو بھول نہیں سکتا۔ وہ انتظار حسین کو کسی ایک محدود جہت میں دکھنے کے قائل نہیں ہیں کیوں کہ انتظار حسین ی شخصیت ہمہ گیر ہے۔ وہ انتظار حسین کی ماورائے حقیقت پر مبنی کہانیوں کے متعلق لکھتے ہیں:

> "انتظار حسین کی وہ کہانیاں بھی جن میں ایک ماورائے حقیقت وژن ملتا ہے اور جو
> اساطیر کی طرح محض مفروضے نہیں اور انسانی تخیل کی تخلیق اور اس کے ایمان کی

Research Journal
Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید
eISSN:2789-6331
pISSN:2789-4169
Published: 30-06-2026

Volume 07, Issue 01 جلد07، شمارہ01

ایک نئی جہت ہیں اور جن میں کردار اپنے عمل کے ساتھ مجبور پا بہ گل انسانوں کے ساتھ بر عکس آزاد اور عجوبہ کار ہیں۔۔۔انتظار حسین نے بھی اس دور کے قصے ترتیب دیئے ہیں جس کے کردار عام طور پر ہارے ہوئے لوگ ہیں اور ج کا اندوختہ راہ مستقبل اداسی اور نارسی کا وہ احساس ہے جو بے جواب سوالوں کی دائمی رفاقت کا نتیجہ ہوتا ہے جس کے لیے ماضی بھی سوال ہے، حال بھی سوال اور شاید مستقبل بھی یہی کچھ ہے۔"(۴)

کتاب کا دوسرا حصہ "میں اور میرا فن" نہایت اہم ہے کیونکہ اس میں انتظار حسین خود اپنے فن کا احاطہ کرتے ہیں۔ "اپنے کرداروں کے بارے میں" کے عنوان سے انتظار حسین نے اپنی زندگی کے تخلیقی سفر کا خاکہ کھینچا ہے۔انہوں نے بتایا ہے کہ ان کی کہانیوں کا سرچشمہ ان کی یادوں میں ہے۔"افسانہ میں چوتھا کھونٹ" میں انتظار حسین نے اپنے افسانوی تصور کا اظہار کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ان کا افسانہ ایک مسلسل سفر ہے۔افسانہ ان کے لیے کوئی محدود پیش گوئی نہیں بلکہ ایک مکمل جہان ہے۔ان کی نظر میں افسانے کا کام محض واقعات کی رپورٹنگ نہیں بلکہ فرد کی باطنی زندگی کو تعبیر دینا ہے۔"ڈیڑھ بات اپنے افسانے پر" میں انتظار حسین کے اپنے افسانوں پر گفتگو قاری کو ان کے تخلیقی عمل کی گہرائیوں میں لے جاتے ہیں۔وہ اپنے افسانوں میں اساطیر، داستان، حکایت اور دیومالا کے استعمال کا جواز پیش کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ صرف فنی تجربہ نہیں بلکہ ایک تہذیبی ضرورت بھی ہے۔

کتاب کے تیسرے اور آخری حصے میں انتظار حسین کے چودہ افسانے شامل ہیں جو ان کے مختلف مجموعوں سے انتخاب کیے گئے ہیں۔ ہندوستان سے ایک خط، کایا کلپ، ہم سفر، زرد کتا، آخری آدمی، ٹھنڈی آگ، روپ نگر کی سواریاں، پتے، کشتی، کچھوے، خواب اور تقدیر، شہر افسوس، وہ جو کھو گئے، اور سیڑھیاں شامل ہیں۔یہ انتخاب انتظار حسین کے پورے افسانوی سفر کی نمائندگی کرتا ہے۔

Research Journal
Tahqeed تحقید تحقیقی مجلہ
eISSN:2789-6331
pISSN:2789-4169
Published: 30-06-2026

Volume 07, Issue 01 جلد 07، شمارہ 01

"انتظار حسین اور ان کے افسانے" کئی اعتبار سے ایک اہم کتاب ہے۔ اوّل یہ کہ یہ انتظار حسین کے فن کو سمجھنے کے لیے تنقیدی اور تخلیقی دونوں زاویوں سے مواد فراہم کرتی ہے۔ دوم یہ کہ گوپی چند نارنگ جیسے بلند پایہ ناقد کی تدوین اس کتاب کو ایک معتبر حوالہ بناتی ہے۔ سوم یہ کہ انتظار حسین کا اپنا نقطۂ نظر بھی کتاب میں شامل ہے، جس سے قاری تخلیق کار کے ذہن کے قریب پہنچ سکتا ہے۔

اس کتاب کی ایک اور اہمیت یہ ہے کہ مختلف نقادوں نے مختلف نظریاتی طریقۂ کار سے انتظار حسین کے فن کو جانچا ہے۔ محمد سلیم الرحمٰن نے ادبی تنقید کے روایتی اصولوں کو بروئے کار لایا، سراج منیر نے نفسیاتی اور وجودی تناظر کو اہمیت دی، جبکہ گوپی چند نارنگ نے ساختیاتی اور ادبی تاریخ کے حوالوں سے تجزیہ کیا۔ یہ تنوع کتاب کو یک رخی بحث کی بجائے کثیر الجہات مطالعہ بنا دیتا ہے۔ طلبا اور محققین کے نقطۂ نظر سے یہ کتاب خاص طور پر مفید ہے۔ جو لوگ انتظار حسین پر تحقیقی کام کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ ابتدائی تفہیم کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ افسانوں کا انتخاب بھی اس طرح کیا گیا ہے کہ نئے قاری کو انتظار حسین کے پورے افسانوی سفر کی جھلک مل سکے۔

اس کتاب کے متعلق چند تحفظات کا اظہار بھی ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ مضامین کی تعداد نسبتاً کم ہے اور صرف چار تنقیدی مضامین انتظار حسین کے وسیع اور کثیر الاجہات فن کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ کہ کچھ اہم ناقدین جن کی آراء انتظار حسین کے فن پر مؤثر رہی ہیں، جیسے محمد حسن عسکری، وارث علوی اور سلیم احمد وغیرہ، کے مضامین شامل نہیں کیے گئے۔ تاہم ان تحفظات کے باوجود یہ کتاب اپنی نوعیت میں ایک منفرد اور مفید مجموعہ ہے اور یہ تنقیدی ادب میں ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید eISSN:2789-6331 pISSN:2789-4169 Published: 30-06-2026

Volume 07, Issue 01 جلد 07، شمارہ 01

حوالہ جات

۱۔ گوپی چند نارنگ، انتظار حسین اور اُن کے افسانے، علی گڑھ: ایجوکیشنل بُک ہاؤس، ۱۹۸۶ء، ص ۶

۲۔ سلیم الرحمٰن، فنا کا افسانہ، مشمولہ: انتظار حسین اور اُن کے افسانے، ص ۱۳

۳۔ سراج منیر، جاگتا ہوں کہ خواب کرتا ہوں، مشمولہ: انتظار حسین اور اُن کے افسانے، ص ۱۶

۴۔ شمیم حنفی، جاتری، مشمولہ: انتظار حسین اور اُن کے افسانے، ص ۷۵،۷۶